مجلس شوریٰ ہال | مولانا سمیع الحق صاحب
۸۳ء
۲۷ جولائی ۱۲ بجے دوپہر

اسلام ـــــ اور ـــــ طرزِ حکومت

مجلس شوریٰ (وفاقی کونسل) نے حالیہ اجلاس میں اسلامی نقطۂ نظر سے پاکستان کی طرزِ حکومت پر بحث کی اس بحث میں حصہ لیتے ہوئے مولانا سمیع الحق صاحب نے جو تقریر کی گو وہ وقت کی تحدید کی وجہ سے اپنا مدعا مکمل نہ کر سکے تاہم جتنا بھی ہو سکا وہ وہ وفاقی کونسل سیکرٹریٹ کی ضبط شدہ شکل میں من وعن پیش کی جا رہی ہے۔ (ادارہ)

مولانا سمیع الحق صاحب | نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ قال اللہ تعالیٰ: یقولون ھل لنا من الامر من شیٔ قل ان الامر کلہ للہ۔ (آل عمران)

جناب چیئرمین صاحب! جو رپورٹ ہمارے سامنے جناب فدا محمد خان صاحب کی سربراہی میں قائم شدہ کمیٹی نے پیش کی ہے ایک پہلو سے وہ تحسین کی مستحق ہے کہ ایک اہم کام جو ان کے سپرد کیا گیا تھا انہوں نے نہایت شب و روز کی محنت کے بعد مکمل کر کے ایوان میں پیش کر دیا خواہ اس رپورٹ کی تفصیلات سے کسی کو اختلاف ہو لیکن یہ ایک اچھی روایت قائم ہوئی ہے۔ اس کمیٹی نے کام ہی نہیں کیا بلکہ ایک رپورٹ مرتب کر کے پیش کر دی۔

ہمارے ہاں کمیٹیاں عموماً سالہا سال لگا دیتی ہیں اور جس کام کو ٹالنا ہو وہ کمیٹی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اس ایوان میں بھی ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے جو میری درخواست پر پہلے اجلاس میں قائم کی گئی تھی "اسلامائزیشن کمیٹی" یہ کمیٹی بھی اگر اسی تندہی، شوق اور شغف سے کام کرتی تو آج یہ ساری تفصیلات اسلام کے بارے میں ایوان میں آجاتیں اور کام آسان ہو جاتا لیکن "رموز مملکت خویش خسرواں دانند" اور تفصیلات کا بیان مشکل ہے ؂

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد ؎ اگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

جناب چیئرمین صاحب! یہ اس طرزِ حکومت پر بحث ہو رہی ہے کہ اسلام حکومت چلانے کے سلسلے میں کیا راہنمائی کرتا ہے؟ اور ہمارے فاضل ارکان نے بہت ہی عالمانہ اور فاضلانہ تقریریں کی ہیں۔ اسلام نے طرزِ حکومت کے بارے

میں بھی ہمیں کسی اندھیرے اور غفلت میں نہیں چھوڑا۔ اسلام نے اس معاملہ میں جو واضح اصول اور ہدایات دی ہیں وہ ہمارے سامنے ہیں۔ لیکن اسلام دینِ فطرت ہے۔ اس نے زمانے کے تقاضوں، حالات اور مستقبل جو ہزاروں سال بھی ہو سکتا ہے۔ اس کو ملحوظ رکھ کر اس کی تفصیلات اور جزئیات کو امت پر چھوڑ دیا اور ایک قطعی اور واضح خاکہ اس لئے پیش نہیں کیا کہ امت کو آئندہ حرج اور دقتوں کا سامنا نہ ہو۔ بلکہ واضح اور قطعی اصول و ہدایات دے کر یہ معاملہ امت کے سپرد کر دیا کہ کئی دروازے اور تفصیلات آپ کے سامنے کھلے رہیں گے۔ آپ جو طریق کار اور جزئیات طے کریں اور مناسب سمجھیں گے اس کو اختیار کریں گے۔ تو خداوند تعالیٰ نے اس امت مسلمہ کے ساتھ یہ رعایت فرمائی۔ اگر ایک لگا بندھا نظام ہمارے سامنے رکھ دیا گیا ہوتا تو شاید ہم بعض حالات میں ایک طرزِ حکومت کو صحیح سمجھتے اور بعض حالات میں دوسرا اگر اس سے ادھر ادھر ہونا مشکل ہو جاتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب زخمی ہوئے اور صحابہ نے محسوس کیا کہ آپ کا آخری وقت ہے تو بعض صحابہ نے کہا کہ آپ کسی کو نامزد کر دیجئے۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ میرے سامنے دو صورتیں ہیں اور دونوں مثالیں میرے سامنے موجود ہیں۔ ایک یہ کہ میں کسی کو نامزد کرنا چاہوں تب بھی میں کر سکتا ہوں۔ اور اگر نامزد نہ کروں اور امت پہ چھوڑ دوں تو وہ بھی میرے سامنے مثال موجود ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال کے وقت کسی کو صراحتاً نامزد نہیں کیا اور خلیفہ کے انتخاب کا معاملہ امت پر چھوڑ دیا۔ امت نے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بالاتفاق خلیفۃ المسلمین مقرر کیا۔ اور ابتدا میں جو معمولی سا جھگڑا اٹھا وہ ایک ہی مجلس میں ختم ہو گیا۔ اور پوری امت نے اتفاق سے ان کو سربراہ مانا۔ تو گویا حضورؐ نے کسی کو نامزد نہیں کیا۔ تو یہ مثال بھی موجود ہے اور پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ جب وفات پا رہے تھے تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو نامزد فرمایا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نامزدگی کی مثال بھی ہے۔ اور وہ دونوں طریقے اختیار کر سکتے ہیں۔ لیکن میں ایک تیسرا راستہ اختیار کروں گا۔ اور وہ حضرت عمرؓ نے یہ کیا کہ ایک چھ افراد کی شوریٰ منتخب کی، ایک مختصر جماعت منتخب فرمائی۔ اور اس کے بعد یہ وصیت کی کہ یہ جماعت میری شہادت کے بعد بیٹھ کر اپنے میں سے کسی کو منتخب کر لے تو حضرت عمرؓ نے بھی اسلام کے اس انداز سے فائدہ اٹھایا کہ کوئی لگا بندھا نظام ہمارے لئے نہیں ہے۔ دونوں تینوں صورتوں میں سے جو بھی حالات کے مطابق ہم اختیار کر سکتے ہیں۔ یہاں مسئلہ کسی خاص نظام حکومت کا نہیں۔ بلکہ اسلام کے بنیادی اصولوں کا ہے۔ اس کی روشنی میں ہم کوئی بھی طریقہ اختیار کر سکتے ہیں۔

یہ تو بدقسمتی سے اس صدی میں یہ صورت حال مسلمانوں کو درپیش آئی کہ حکومتیں ہم سے چھن گئیں اور یورپ اور غیر اسلامی ممالک نے نئے نئے نعرے اور نظریے اپنا لئے۔ نئے نئے نعرے بلند کئے۔ نئے نئے ازم ہمارے سامنے آئے اور ہم غلامی کے مارے ہوئے تھے۔ ذہنی غلامی میں اب تک عالم اسلام مبتلا ہے۔ تو جب بھی کوئی نیا نعرہ

دوسروں کے ہاں اٹھا اسے فروغ حاصل ہوا۔ بازار میں اس چیز کا چرچا ہوا اور جس سودا کی چلن دنیا میں ہوئی تو ہم نے بھی اسلام کو اس سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی۔ یہ ایک ذہنی مرعوبیت ہے یورپ سے، غیر اسلامی قوموں سے، جو طرزِ حکومت، جو نعرہ ان کے ہاں بلند ہوا ہم اسے اسلام میں سمونے کی کوشش کرنے لگے۔ سوشلزم کا نعرہ بلند ہوا، اشتراکیت کا نعرہ اٹھا تو بہت سے مسلمانوں نے کوشش کی کہ اشتراکیت اور سوشلزم کو اسلام ہی کا ایک جدید ایڈیشن ثابت کردیں۔ کئی مفکرین اور اسکالروں نے اور کچھ لوگوں نے یہی انداز اختیار کیا۔ اب تک یہ فتور ان کے دماغ میں ہے۔ کہ یہ اسلام ہی کا چربہ ہے۔ نعوذ باللہ۔ اور اس کا ایک نیا ایڈیشن ہے کہیں ڈکٹیٹر شپ کا ہنگامہ اٹھا اور غلغلہ بلند ہوا تو ہمارے بہت سے لوگ اس کوشش میں رہے کہ اسلام کو بھی ڈکٹیٹر شپ میں اور اس انداز میں پیش کیا جائے کہ اطاعت امیر اور اطاعت اولوالامر سے یہی مراد ہے۔ کہ ہمارے ہاں بھی ڈکٹیٹر شپ ہونا چاہیے۔ وہ اپنے خیال میں اسلام کی خیرخواہی یہ سمجھتے ہیں کہ جو چلا ہوا نعرہ ہے، بازار میں جو سودا چل رہا ہے اسلام بھی اس کے ساتھ ساتھ چلے۔ گویا اسلام کو ایک یتیم بچہ سمجھ لیا گیا ہے کہ اس کے لئے کسی نعرے کی سرپرستی کی ضرورت ہے کسی ازم کی چھاپ اس پر پڑنی چاہیے۔

یہی صورت حال ہمارے ہاں جمہوریت کے بارے میں ہوئی کہ اسلام جمہوری نظام ہے ہر شخص نعرہ لگاتا ہے کہ اسلام میں جمہوریت ہے اسلام جمہوری نظام ہے۔ لیکن کیا ہم میں سے بہت کم لوگوں نے اس حقیقت پر کبھی غور کیا ہے؟ کہ اسلام کی جمہوریت کون سی ہے۔ اسلام میں آیا یہ جمہوریت ہے یا نہیں؟ اور مغربی جمہوریت کیا چیز ہے اب اگر اس نقطۂ نظر سے ہم دیکھیں گے تو اسلام طرزِ حکومت کے لئے ایک نہایت واضح اصول جس کے اوپر سارے اسلام کا ڈھانچہ قائم ہے۔

جناب نائب چیئرمین (سید معین الدین) وقت کی طرف توجہ فرمائیں کہ آپ کے صرف دو منٹ رہ گئے ہیں۔

مولانا سمیع الحق ابھی تو میں نے تمہید باندھی ہے اگر آپ تعاون فرمائیں تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اسلام نے سب سے پہلے جو اصول متعین کیا ہے اس میں یہ ہے کہ حکومت نام ہے حکم کرنے کا، قوانین جاری کرنے کا، نظام زندگی کو ایک سانچے میں ڈھالنے کا تو اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ رکھا ہے اور قطعاً اعلان کیا ہے۔

ان الحکم الا للہ امر ان لا تعبدوا الا ایاہ ذٰلک الدین القیم

کہ حکومت اور حکم صرف اللہ کا ہے۔ اور یہ جو آیت میں نے ابتدا میں سورہ آل عمران کی پڑھی ہے کہ

یقولون هل لنا من الامر من شیئ قل ان الامر کلہ للہ۔

یہ لوگ پوچھتے ہیں کہ ہمیں بھی کچھ اختیار ہے ہم بھی کچھ ووٹ اور اپنی رائے رکھتے ہیں اور اس کے مطابق قانون بنانے کا حق رکھتے ہیں خدا نے کہا یہ پوچھتے ہیں تو اے رسول یہ کہہ دیجئے کہ انہیں کوئی اختیار نہیں ہے اسلامی ریاست

قانون بنانے کا اور حکم نافذ کرنے کا حکومت اور اختیار کو سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اور ارشاد خداوندی ہے کہ :-

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرامٌ (النحل)

یہ خدا کا ارشاد ہے سورۃ النحل میں ایسا نہ ہو کہ پھر تمہارے جی میں جو چاہے آتا ہے اور آپ کہیں یہ حلال ہے یہ حرام ہے۔ یہ حق نہیں ایسا مت کریں۔ دوسری جگہ فرمایا :-

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظالمون اولئک ھم الفاسقون اولئک ھم الکافرون

کہ جس نے اللہ کے نازل کردہ احکام پر عمل نہ کیا بے شک ایسے لوگ ظالم ہیں۔ فاسق ہیں۔ کافر ہیں۔

بہرحال بنیادی چیز جو ہمیں مغربی جمہوریت سے الگ کرتی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں عوام کو یہ حق نہیں دیا گیا، کسی طبقہ کو، کسی قوم کو، کسی قبیلہ کو، کسی پارٹی کو کہ وہ قانون بنا کر بندوں کو بندوں کا غلام بنائے۔ اللہ نے یہ اختیار اپنے پاس رکھ کر انسان کو اس طرح آزاد کر دیا ہے بندوں کی غلامی سے آزاد کر دیا ہے کہ یہ میرے ہی قانون اور میرے ہی احکام کی اطاعت کریں کسی بندے کی کیا مجال ہے کہ وہ دوسروں پر اپنے احکامات اور قوانین چلائے۔ اس کا خلاصہ یہ نکلا کہ قانون سازی کے سارے اختیارات خدا اور رسولؐ کے ہیں بلکہ رسول بھی خدا کے اختیارات کے تابع ہے۔ قرآن کریم میں ہے :-

ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحیٰ الیَّ۔

مجھے یہ حق بھی نہیں ہے کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کروں میں تو صرف وحی کی پیروی کروں گا۔ تو اب مروجہ جمہوریت سے یہ صورت حال بالکل الگ ہو گئی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین (سیدہ عابدہ حسین) مولانا صاحب مودبانہ گذارش ہے کہ وقت ختم ہو گیا ہے۔

مولانا سمیع الحق جی ہاں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ جو جمہوریت کا نعرہ ہے وہ جمہوریت نہیں ہے الگ ہے آپ اسے تھیاکریسی کہہ سکتے ہیں مگر وہ تھیاکریسی نہیں ہے جو یورپ کی پاپائیت ہے یہ خدائی تھیاکریسی ہے کوئی بھی شخص یا مذہبی طبقہ ٹھیکیدار بن جائے شریعت کی تعمیل کا جیسے پاپائیت ہے تو اسے بھی اسلام شیطانی حکومت کہتا ہے خدائی حکومت نہیں۔ تو جب مغرب کی پارلیمانی نظام کا ہم موازنہ کریں۔ دوسری بات اگر ہم اس حقیقت سے جائزہ لیں جناب چیئرمین میرا تو یہ خیال تھا کہ یہاں وقت کی پابندی نہیں ہے لیکن اب پابندی آگئی ہے۔ پارلیمانی سسٹم میں میری گذارش یہ ہے کہ پارٹی کی جو جمہوریت ہوتی ہے۔ وہ دراصل جمہوریت نہیں ہوتی وہ ایک بدترین آمریت ہوتی ہے۔ یہاں پارٹی کی اکثریت ایوان میں اپنے ضمیر کے مطابق حق کا اظہار ہرگز نہیں کر سکتی۔ وہ پارٹی لائن کے غلام ہوتے ہیں۔ ہمیں یہاں اس اسمبلی میں جو ایک بہت بڑی اکثریت کی پارٹی تھی ہم قرارداد پیش کرتے تھے جو

کے بارے میں کہ بند کردو۔ اور زنا کے بارے میں، شراب کے بارے میں اور یہ ہمارے ریکارڈ موجود ہیں۔ وہ لوگ اسے مسترد کردیتے تھے۔ باہر بہیں کئی ارکان کہتے تھے کہ مولانا ہم بھی مسلمان ہیں ہمارے بھی جذبات ہیں۔ کافر تو نہیں ہیں لیکن ہم مجبور ہیں کہ ہم پارٹی لائن سے اِدھر اُدھر ہٹ نہیں سکتے۔ کیا اس پارلیمانی سسٹم میں وہ جمہوریت، جمہوریت ہوتی ہے جس کی ۹۹ فیصد اکثریت ہو لیکن وہ لکھ کر دے دیں کہ ہمارا وزیر اعظم جیبٹ ماؤنٹ لا اینڈ منسٹر بھی ہوگا اور ایک سول وزیر اعظم کے بارہ میں ایسا کہے تو اس میں نہ حزب اختلاف آزاد ہوتی ہے نہ حزب اقتدار اپنے ضمیر کے مطابق فیصلہ کر سکتی ہے وہ پارٹی کا غلام ہوتا ہے۔

جناب نائب چیئرمین (سید معین الدین) بہت بہت شکریہ مولانا۔ ۲۰ منٹ ہوگئے ہیں۔ دوسروں کے حقوق کی وجہ سے اسلام سب سے بڑی بات تو دوسروں کے حقوق کا احترام بتاتا ہے۔

مولانا سمیع الحق بہت اچھا جناب۔ جناب چیئرمین سنا ہے کہ آپ نے ۴۵ منٹ تقریر کی تھی۔ اگر میرے دوران آپ کو تقریر کرنی پڑی تو کیا میں بھی آپ کے ساتھ ایسا ہی کروں ؟

دوبارہ طلبی ٹنڈر نوٹس

دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر مصنوعی نسل کشی ڈائریکٹریٹ امور تحفظ حیوانات۔ چارسدہ روڈ پشاور

سال ۸۴-۱۹۸۳ کیلئے شیڈول کے مطابق جو کہ ٹنڈر فارم کے ساتھ منسلک ہے اور اس دفتر سے مبلغ -/۵ روپیہ فی عدد دستیاب ہے سرکاری سانڈ بیلان متعلقہ پشاور، سوڑی زئی۔ سرائے نورنگ، مردان اور سیدو شریف کے فیڈ سٹف (سبز چارہ۔ بھوسہ۔ کھل بنولہ اعلیٰ قسم چنا دل شدہ۔ بورہ گندم۔ مکی دل شدہ۔ نمک سالم) کے لیے دفتر ہذا کو سربمہر ٹنڈر مطلوب ہیں۔ ٹنڈر کے ہمراہ جو کہ زیر دستخطی کے نام -/۵۵۵ روپے بطور ضمانت (قابل واپسی) منسلک ہو بمعہ نمونہ کے ۴ ستمبر ۱۹۸۳ گیارہ بجے قبل از دوپہر پہنچ جانے چاہئیں۔ کامیاب ٹنڈر دہندگان کو ایگریمنٹ پر دستخط کرنے سے قبل کنٹریکٹ کی مالیت کا ۱۰ فیصد بطور ضمانت جمع کرانا ہوگا۔ جو کہ کنٹریکٹ کی مدت ختم ہونے پر واپس کر دیا جائے گا۔ مقررہ تاریخ کے بعد وصول ہونے والے ٹنڈر پر غور نہیں کیا جائے گا۔ ٹنڈر پر ہر ایک آئٹم کا ریٹ سول وٹرنری ہسپتال پشاور۔ سیمن پروڈکشن یونٹ میرا سوڑی زئی سول وٹرنری ہسپتال سرائے نورنگ۔ گورنمنٹ پولٹری فارم مردان سول وٹرنری ہسپتال سیدو شریف علیحدہ علیحدہ درج کیا جائے۔ زیر دستخطی کو اختیار ہوگا کہ کسی ٹنڈر کو بغیر وجہ بتائے مسترد کرے۔

نسیم احمد چیمہ۔ ڈپٹی ڈائریکٹر مصنوعی نسل کشی صوبہ سرحد پشاور۔ ڈائریکٹریٹ امور تحفظ حیوانات صوبہ سرحد پشاور

INF (P) 1567